عُلومِ خمسہ اور صحاحِ ستّہ
علومِ خمسہ: (پانچ علمِ غیب)
(۱) قیامت کب آئے گی؟
(۲) بارش کب ہوگی؟
(۳) حمل میں لڑکا ہے یا لڑکی؟
(۴) کل کیا ہوگا؟
(۵) کون کہاں مرے گا؟
تصنیف
مفتی محمد محبوب رضا مصباحی
نوری دارالافتاء کوٹر گیٹ بھیونڈی
شائع کردہ
رضا اکیڈمی
۴۰۰/امام احمد رضا روڈ، کوٹر گیٹ، بھیونڈی

خدانے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
(اعلیحضرت)

تصنیف
مفتی محمد محبوب رضا مصباحی
نوری دار الافتاء کوٹر گیٹ بھیونڈی

شائع کردہ

۴۰۰/امام احمد رضا روڈ، کوٹر گیٹ، بھیونڈی

نام کتاب : علوم خمسہ اور صحاح ستہ
مصنف: محمد محبوب رضا مصباحی بن الحاج محمد یعقوب رضوی (پرساھی)
جنکپور دھام-۸، دھنوشا۔
پتہ: نوری دار الافتاء، سنّی جامع مسجد کوٹر گیٹ، امام احمد رضا روڈ، بھیونڈی (ممبئی)
موبائیل: 9850658199
محرک محترم جناب محمد شرجیل رضا قادری (رضا اکیڈمی، بھیونڈی)
پروف ریڈنگ: مولانا محمد وسیم مصباحی، مولانا زین العابدین مصباحی (سنی جامع مسجد غیبی نگر)
کمپوزنگ: سید شعیب رضا عبد الحمید، (بھیونڈی)
ڈیزائننگ اینڈ پرنٹنگ: کلک آرٹ اینڈ پرنٹرس، سلیمان بلڈنگ، کوٹر گیٹ، بھیونڈی
سن اشاعت: ۱۴۳۲ھ، جولائی ۲۰۱۱ء
تعداد: ۱۰۰۰
تعداد صفحات: ۳۲
بتعاون: مدرسہ سیدہ آمنہ، ندی ناکہ، بھیونڈی
ہدیہ: ۱۶/روپے

ملنے کے پتے :

۱) حق اکیڈمی، مبارکپور
۲) رضوی کتاب گھر، غیبی نگر، بھیونڈی
۳) اردو کتاب گھر، منگل بازار سلیپ، بھیونڈی
۴) مکتبہ رضا، سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ، بھیونڈی
۵) چشتی کتاب گھر (مولانا ذاکر حسین) جانکی نگر، جنکپور، دھام

تقریظ

فضیلۃ الشیخ، شاگرد رشید حضور حافظ ملت، حضرت علامہ **مقصود عالم رضوی مصباحی**، بھیونڈی۔

مسئلہ علم غیب نبی اکرم ﷺ کیلئے مابہ النزاع نہیں بلکہ علامات نبوت اور لوازمات نبوت سے ہے، یہی وجہ ہے کہ خیر القرون سے عہد متأخرین تک یعنی صحابہ تابعین، ائمہ مجتہدین اور جمہور فقہا و محدثین سب کے سب مسئلہ علم غیب انبیاء پر متفق ہیں۔

مگر آج کے دور میں کچھ لوگ نبی ﷺ کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں مگر علم غیب مصطفےٰ ﷺ کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک اور کتب احادیث نبویہ، علم غیب مصطفےٰ کے ثبوت و بیان سے بھری پڑی ہیں۔ اور جب کبھی بھی کسی نے علم غیب مصطفیٰ پر انگشت نمائی کرنے کی کوشش کی ہے تو علماء اہلسنت نے فوراً اس کا جواب دیا ہے۔ زیر نظر کتاب ''علوم خمسہ اور صحاح ستہ'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس کو محبّ گرامی محبوب العلماء حضرت علامہ مفتی محبوب رضا صاحب مصباحی نے آیات بینات اور احادیث کثیرہ سے غیب داں نبی مصطفیٰ ﷺ کیلئے علوم خمسہ کو ثابت کیا ہے جو ارباب بصیرت کیلئے آئینۂ عبرت و موعظت ہے۔ مگر جو "ختم اللہ علی قلوبھم" کے مصداق کامل بن چکے ہیں ان کے لئے شق القمر اور نطق حجر بھی مشعل راہ نہ بن سکا۔ اللہ رب العزت، حضرت علامہ مفتی محبوب رضا صاحب مصباحی کو صحت و عافیت کے ساتھ دارین کی نعمتوں سے نوازے اور مزید سے مزید خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فقط

یکے از خاک پائے حافظ ملت

محمد مقصود عالم رضوی غفرلہ، بھیونڈی

۹رشعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

شرف انتساب

استاذ العلماء، جلالۃ العلم، تلمیذ ارشد حضور صدر الشریعہ، **حضور حافظ ملت**، (رضی اللہ عنہ) بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور کے نام (جنہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت یعنی ملت بیضاء کی حفاظت کی خاطر علوم اسلامیہ کا ایک بے مثال کارخانہ (الجامعۃ الاشرفیہ) امت مسلمہ کے حوالے کر کے پوری دنیاء کے مسلمانوں پر احسان فرمایا)

اور

فاتح نیپال، امین شریعت، ممتاز المناظرین، عمدۃ الفقہا، افضل الاتقیاء، علامہ الحاج مفتی حافظ **محمد کلیم الدین القادری** (رضی اللہ عنہ) محدث نیپالی کے نام جنہوں نے نیپال جیسے کفرستان میں علوم اسلامیہ اور مسلک اعلیٰ حضرت کو آخری دم تک عام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ نیپال کے اکثر علماء کو بالواسطہ یا بلا واسطہ حضرت سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ اللہ عزوجل ان کی قبر کو انوار و تجلیات سے معمور کرے (آمین)

ہدیۂ تشکر

فقیر اپنے تمام محبین، مخلصین اور معاونین بالخصوص اراکین و ممبران سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ کا دل کی گہرائی سے مشکور و ممنون ہے کہ جنہوں نے ہر وقت مجھے مفید مشوروں سے نوازا اور دامن تعاون کو دراز کیا اللہ عزوجل رسول مقبول ﷺ کے صدقے سب کو اجر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد محبوب رضا مصباحی
نوری دار الافتاء
سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ، بھیونڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی ارسل سیدنا محمدا بهدایة الانس والجان، و علمه بیان مایکون و ماکان، ای اظهر علی غیبه لیکون علی نبوته الدلیل والبرهان، وما هو علی اخبار الغیب ببخیل بعون الحنان، وفی علمه مفاتیح الغیب باعلام المنان، فصلی الله تعالی وسلم وبارک علیه وعلی کل من هو محبوب ومرضیی لدیه صلاة تبقی وتدوم بدوام الملک الرحمن. امابعد فقد قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن

''اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْر ''(سورۃ لقمان:۳۴)

ترجمہ : بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔ (کنز الایمان)

آیت مذکورہ میں جن پانچ چیزوں کا تذکرہ ہے، وہ یہ ہیں (۱) قیامت کا علم (۲) بارش کا علم (۳) حمل میں کیا ہے؟ اس کا علم (۴) کل کیا ہوگا؟ اس کا علم (۵) اور کون کہاں مرے گا؟ اس کا علم۔ انہیں علوم خمسہ کہا جاتا ہے اور مفاتیح الغیب بھی، مفاتیح الغیب کے بارے میں خود رب عزوجل فرماتا ہے۔

''عِنْدَهٗ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّاهُوَ'' (الانعام ۵۹)۔

ترجمہ: اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انہیں سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا۔

بعض لوگوں نے مذکورہ دونوں آیات سے رسول اکرم ﷺ کے علم غیب کا بایں طور انکار کیا کہ ان مذکورہ پانچ باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے اور یہ علوم صرف ذات باری میں منحصر ہیں، حصر کی صورت میں سورہ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ کی اصل عبارت یوں ہوگی'' ان اللہ عندہ علم الساعة وعنده علم نزول الغیث وعلم مافی الارحام '' یہاں تک عندہٗ کی تقدیم ہے جو حصر کا تقاضہ کرتی ہے اور'' وماتدری نفس ماذا تکسب غدا وماتدری نفس بائیّ ارض تموت '' میں حصر اس طرح ہے کہ ان دونوں باتوں کو نکرہ کے ساتھ ذکر کیا گیا جو نفی کے تحت واقع ہے (ملخص تفسیرات احمدیہ) حالانکہ حصر کے باوجود اس آیۃ سے رسول اکرم ﷺ کے علم غیب کی نفی نہیں ہوتی ہے

کیونکہ اس آیۂ کریمہ اوراس طرح کی دیگر آیات میں اس امر کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی فرد اپنی ذاتی استعداد سے ان امور غیبیہ پر مطلع نہیں ہوسکتا مگر رب ذوالجلال جس پر اپنی عنایت اور شفقت فرماتا ہے اس کو اپنے غیب پر مطلع فرمادیتا ہے، بلکہ رسول اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم غیبیہ نص قطعی سے ثابت ہیں کیوں کہ اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تعالی کے ساتھ بیان فرمائی گئی، انہیں کی نسبت سورۂ جن میں ارشاد ہوا:

(۱) ''عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلا یُظْهِرُ علٰی غَیْبِه اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُولٍ '(سورۃ جن:۲۶)

ترجمہ : غیب کا جاننے والاتو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۲) سورۃ آل عمران میں ہے،''مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاء ''(آل عمران:۱۷۹)

ترجمہ : اوراللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

(۳) سورۂ نساء میں ہے:''وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً''(النساء۱۱۳)

ترجمہ : اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اوراللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(۴) سورۂ یوسف میں ہے:''ذالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الغَيبِ نُوحِيهِ اِلَيكَ ''(یوسف:۱۰۲)

ترجمہ : یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

(۵) سورہ تکویر میں ہے:''وَمَاهُوَ عَلَى الغَيبِ بِضَنِينٍ ''(التکویر :۲۴)

ترجمہ : اور یہ نبی ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(۶) سورۂ بقرہ میں ہے: "ولايُحيطُونَ بشيءٍ من علمِه الا بما شاءَ" (البقرہ،۲۵۵)

ترجمہ : اوروہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

(۷) سورہ رحمٰن میں ہے "الرّحمٰن عَلَّمَ القرآن"(الرحمٰن:۱) رحمٰن نے قرآن سکھایا۔

(۸) سورہ نحل میں ہے''ونَزّلنا عليكَ الكتاب تبيانا لِكلّ شئٍ''(النحل:۸) اے محبوب ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو ہر شے کا تفصیلی بیان کرنے والی ہے۔

(۹) اورسورہ یوسف میں ہے "وتفصيل كل شئ (یوسف: ۱۱۱) قرآن ہر شے کی تفصیل بیان کرتا ہے۔

(۱۰) سورہ انعام میں ہے " **مافرّطنا فی الکتابِ من شئً** "(انعام:۳۸)
ترجمہ: اے محبوب ہم نے اپنی تخلیق کردہ کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کی تفصیل قرآن میں نہ ہو۔
چونکہ ازل سے ابدتک تمام حقائق اور ما کان و ما یکون کے جملہ علوم قرآن میں موجود ہیں اسلئے اس حقیقت کواللہ عزوجل نے اس انداز سے اجاگر کیا۔
(۱۱) **ولا رطب ولا یابس الافی کتاب** (الانعام:۵۹) یعنی قرآن میں ہر خشک وتر کا بیان ہے،

تواب واضح ہوا کہ رحمٰن نے جب رسول اکرم ﷺ کوقرآن سیکھایا تو گویا کہ اللہ عزوجل نے ازل سے ابدتک کے سارے علوم رسول اکرم ﷺ کوعطا کردیئے، کیونکہ قرآن میں سارے علوم موجود ہیں۔
مذکورہ تمام آیات سے یہ امر واضح ہوگیا کہ اولیاء، انبیاء ورسل کواللہ تعالی نے علوم غیبیہ سے آگاہ فرمایا ہے اور خاص طور سے سرور کائنات ﷺ کوغیب پراتنا مطلع کیا ہے کہ وہ غیب بتانے میں بخیل نہیں بلکہ دوسروں کوعطا بھی کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے میرا رسول غیب پر بخیل نہیں ہے۔ تو اس سے ثابت ہوگیا کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس غیب کے خزانے بھی ہیں اور آپ بانٹتے بھی ہیں اور آپ کے علم پاک میں علم ماکان وما یکون بھی داخل ہیں اور علوم خمسہ بھی۔
اب سورہ لقمان کی آیۃ مذکورہ کی بنیاد پر اگر رسول اکرم ﷺ کے لئے ان علوم خمسہ کی نفی کی جائے تو قرآن سے قرآن کا انکار لازم آئے گا، یعنی ایک آیت سے حضور ﷺ کیلئے علم غیب کا ثابت ہونا اور دوسری آیۃ کا اسکی نفی کرنا، حالانکہ اثبات ونفی ایک ہی شئے پر ایک ہی جہت سے وارد نہیں ہوسکتے ورنہ اجتماع ضدین لازم آئے گا اور یہ باطل ہے۔ لہذا ان دونوں (آیۃ نفی اور آیۃ اثبات) کے درمیان دفع تعارض کیلئے تطبیق لازم ہے کیونکہ قرآن کریم کی آیات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ضروری ہے کہ انسان اس کا خیال رکھے کہ آیات مقدسہ کا ایسا مفہوم اور ایسی تشریح نہ بیان کی جائے جو دوسری آیات مقدسہ کے سراسر خلاف ہو ورنہ وہ قرآن کی حقانیت ثابت کرنے کے بجائے اپنے قاری کے دل میں غلط فہمی پیدا کرنے کا سبب بن جائے گا، کہ قرآن کی بعض آیات دوسری بعض آیتوں سے ٹکراتی ہیں اور تکذیب کرتی ہیں (العیاذ باللہ) حالانکہ وہ کتاب جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کا بطلان کررہا ہو اسے کسی عقل مند انسان کا کلام بھی نہیں کہا جاسکتا چہ جائے کہ اسے رب عزوجل کا کلام مانا جائے۔
پس اس ضابطہ کے پیش نظر یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ "سورہ لقمان" کی مذکورہ آیۃ اور اس طرح کی دیگر آیات سے ماسواء اللہ کے لئے علوم خمسہ ذاتی کی نفی ہورہی ہے اور آیات اثبات سے

حضور ﷺ کیلئے علوم خمسہ عطائی کا اثبات ہو رہا ہے۔اس مقام پر کوئی ناقص فہم والا مسلمانوں کو اس مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش نہ کرے کہ علم عطائی غیب نہیں رہتا، کیونکہ یہ تصور نص قرآن کے خلاف ہے جیسا کہ سورہ یوسف (آیۃ ۱۰۲) اور سورہ آل عمران (آیۃ ۴۴)، سے اسکی تردید ہو رہی ہے پس معلوم ہوا کہ علم غیب عطا ہونے کے بعد بھی غیب ہی کہلاتا ہے۔

قرآن مقدس کی آیات رسول اکرم ﷺ کی احادیث اور آثار صحابہ سے یہی ثابت ہے اور جمہور فقہا، مفسرین، اور محدثین اسی کے قائل ہیں۔نیز اصول فقہ کی مشہور کتاب ''نور الانوار'' میں ہے "المثبت اولیٰ من النافی' یعنی اذا تعارض المثبت و النافی فالمثبت اولیٰ بالعمل من النافی" (نور الانوار، مبحث التعارض، ص ۲۰۱، فاروقیہ دہلی) یعنی عمل کے اعتبار سے ثابت کرنے والے دلائل نفی کرنے والے دلائل سے زیادہ بہتر ہیں۔لہذا اس ضابطہ کی بنیاد پر بھی اثبات علم غیب کے دلائل کی ترجیح ہوں گی۔

اقوال علماء سے رسول اللہ ﷺ کے لئے علوم خمسہ کی تائید

کیونکہ علماء نے غیب کا اطلاق ان امور پر بھی کیا ہے جن کی خبر رسول اکرم ﷺ نے دی ہے جیسا کہ علم کلام کی مشہور کتاب ''شرح عقائد نسفی میں ہے" بالجملة العلم بالغیب امر تفرد به الله تعالی لاسبیل الیه للعباد الابا علام منه او الهام منه بطریق المعجزة والکرامة" (ص ۱۷۵) خلاصہ کلام یہ کہ غیب جاننا ایک ایسا امر ہے جو اللہ کیلئے مخصوص ہے رب کے بتائے بغیر بندوں کی اس تک کوئی رسائی نہیں خواہ یہ بتانا بطریق معجزہ ہو یا بطور کرامت۔یعنی اللہ عز وجل علم غیب اگر اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے تو وہی نبی کیلئے معجزہ اور رسول ﷺ کیلئے کرامت ہوتا ہے۔

امام قرطبی متوفی غیب کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں" الغیب کل مااخبر به الرسول ﷺ مما لا تهتدی الیه العقول من اشراط الساعة و عذاب القبر والحشر و النشر والصراط والمیزان والجنته والنار" (تحت سورہ بقرہ ۳۰، ج ۱، ص ۳۱، علمیہ بیروت)

یعنی غیب سے مراد وہ تمام امور واشیاء ہیں جن کی خبر رسول اکرم ﷺ نے دی وہاں تک عقل کی رسائی نہیں ہوسکتی یعنی علامات قیامت، عذاب قبر، حشر ونشر، پل صراط، میزان اور جنت وجہنم۔قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ اپنی مشہور کتاب شفا شریف میں فرماتے ہیں

" فصل ومن ذلک مااطلع علیه من الغیوب وما یکون والا حادیث فی ھذالباب بحر خبرھا علی التواتر لکثرة رواتھا واتفاق معانیھا علی الاطلاع علی الغیب (جز۱،ص۲۰۳عصریہ صیدا، بیروت) اسکی شرح میں ملاعلی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں۔ " ای المغیبة فی الحال و سیکون فی الا ستقبال" (شرح شفاءص۶۷۹،علمیہ بیروت)

یعنی اللہ عزوجل حضور اکرم ﷺ کو ماکان وما یکون کے جملہ غیوب عطا فرمائے اور اس بارے میں بے شمار احادیث ہیں جوتواتر کو پہونچی ہوئی ہیں اور تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ''علم غیب'' اور ''علم ماکان وما یکون'' عطا فرمایا ہے۔ نبی اسے کہا جاتا ہے جوغیب پر مطلع ہو، اور کیوں نہ ہوکہ نبی کہتے ہی ہیں اسے جوغیب کی باتیں بتائے جیسا کہ نبی کا معنی بیان کرتے ہوقاضی عیاض لکھتے ہیں " والمعنی ان اللہ تعالی اطلعه علی غیبه"

(شفاالباب الرابع فی المعجزات جزاول،ص۱۵۶)

اور نبی ورسول ﷺ میں فرق کرتے ہوے لکھتے ہیں " ھما مفترقان من وجه ادفد اجتمعا فی النبوة التی ھی الا طلاع علی الغیب " (ص۱۵۶)

یعنی نبی اور رسول میں اگر چہ کچھ فرق ہے لیکن صفت نبوت میں دونوں متحد ہیں اور نبوت اطلاع علی الغیب کو کہتے ہیں یعنی جواس صفت کے ساتھ متصف ہوا سکے لئے غیب داں ہونا ضروری ہے۔

عربی لغت کی مشہور ومعروف کتاب " المعجم الوسیط" میں نبوت کی تعریف یوں کی گئی ہے " النبوة الاخبار عن الشیء قبل وقته،،(ص۸۹۶)اور ''المنجد''میں ہے" النبوة الاخبار عن الغیب اوالمستقبل بالا ھام من اللہ، الاخبار عن اللہ وما یتعلق به،،اھ(ص۷۸۴)۔

نبوت کا معنی ہے وقت سے پہلے کسی شئے کی خبر دینا،اللہ کی طرف سے الہام پاکر غیب یا مستقبل کی خبر دینا،اللہ تعالی اور اسکی متعلقات کی خبر دینا۔اور نبی ﷺ کی تعریف یوں کی گئی۔

" النبی المخبر عن اللہ "عزوجل" (معجم الوسیط ص ۸۹۶) اور''المنجد''میں ہے "النبی المخبر عن الغیب اوالمستقبل بالھام من اللہ تعالی المخبر عن اللہ وما یتعلق به تعالی ''(ص۷۸۴) نبی کا مطلب ہے اللہ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب یا مستقبل کی باتیں بتانے والا اللہ تعالی اور اسکی متعلقات کی خبر دینے والا۔

آیۃ" فاوحی الی عبده ما اوحی" (النجم آیۃ) وحی فرمائی اپنے بندے کو جووحی فرمائی۔اس آیۃ

کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں "واشارات باآنکہ جز علم علام الغیوب ورسول محبوب پاک ﷺ محیط نتوانند شد مگر آنچہ آں حضرت بیان کردہ" (جلد اول، وصل روایۃ الی ربہ) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان علوم غیبیہ کو سوائے اللہ عزوجل اور حضور ﷺ کے کوئی نہیں احاطہ کرسکتا، ہاں جس قدر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ معلوم ہے۔

امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارشاد الساری شرح بخاری میں حدیث "مفاتح الغیب خمس لایعلمها الا الله لا یعلم مافی الغدالاالله" الخ، کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں
"لایعلم متی تقوم الساعة احد الاالله الامن ارتضی من رسول فانه یطلعه علی مایشاء من غیبه الولی تابع له یاخذ عنه"

(ارشاد الساری، کتاب التفسیر سورہ روم، تحت حدیث ۴۶۹۴، ج ۱۰، ص ۳۲۲، علمیہ بیروت لبنان)
یعنی یہ علوم خمسہ کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور پسندیدہ رسولوں کے کیونکہ اللہ عزوجل اپنے پسندیدہ رسول کو اپنے غیب پر مطلع فرما دیتا ہے اور ولی نبی کا تابع ہوتا ہے تو وہ غیب نبی سے لیتا ہے۔
اب یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ عزوجل اپنے برگزیدہ رسولوں اور نبیوں کو علم کا وہ نور عطا کرتا ہے جو عام انسانوں کے حصے میں نہیں آیا بلفظ دیگر علم کے مراتب جہاں پہنچ کر ختم ہوجاتے ہیں وہاں سے مرتبہ علم نبوت کا آغاز ہوتا ہے اور تمام انبیاء ورسل کے مراتب علم جہاں پہنچ کر ختم ہوجاتے ہیں وہیں سے مرتبہ علم مصطفے کا آغاز ہوتا ہے اور اسکے اوپر مرتبہ علم الوہیت ہے۔ جیسا کہ خود رب فرماتا ہے "فوق کل ذی علم علیم" (یوسف ۷۶) اور ہر صاحب علم سے اوپر بھی کوئی علم والا ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کے لئے علوم خمسہ کی تائید کتب تفاسیر سے

اب مذکورہ آیات کی خود ساختہ تفسیر سے قطع نظر امت مسلمہ کے معتمد، مستند، جمہور مفسرین کی تفسیر ہدیہ قارئین ہے تاکہ اہل فہم، اہل سنت وجماعت کے نظریہ علم غیب کو اسلاف کے نظریے سے مختلف وجدانہ سمجھے چنانچہ "سورہ لقمان" کی زیر بحث آیۃ سے آج کل منکرین علم غیب مسلمانوں میں جو غلط فہمی پیدا کررہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں اس کا ازالہ مشہور مفسر امام قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ نے بہت پہلے کردیا تھا، وہ فرماتے ہیں
"قال ابن عباس هذه الخمسة لا یعلمها الا الله ولا یعلمهاملک مقرب ولا نبی

مرسل فمن ادعی انه یعلم شیئا من ھذہ فقد کفر بالقرآن لانه خالفه ثم ان الانبیاء یعلمون کثیرا من الغیب بتعریف اللہ تعالی ایاھم والمراد ابطال کون الکھنه والمنجمین ومن یستسقی بالانواء''

(مختصر تفسیر القرطبی، سورۃ لقمان، تحت آیۃ ۳۴، ج ۳ ص ۴۳۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

ترجمہ : حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ یہ پانچ چیزیں وہ ہیں جنہیں اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا حتی کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی انہیں خود بخود نہیں جان سکتا، جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو خود بخود جانتا ہے اس نے قرآن کریم کا انکار کیا کیوں کہ اس نے قرآن کی مخالفت کی، پھر انبیائے کرام علیہم السلام ان امور غیبیہ میں سے بہت کچھ جانتے ہیں، ان کا یہ جاننا اللہ تعالی کی تعلیم اور سکھانے سے ہے، اس آیۃ سے مراد (انبیاء کے علوم کی نفی نہیں بلکہ) کاہنوں، نجومیوں اور جو لوگ بارش کے نزول کو مخصوص ستاروں کے طلوع غروب سے وابستہ سمجھتے ہیں ان کی تردید ہے۔

اس آیت کے تحت علامہ صاوی لکھتے ہیں

"قال العلماء الحق انه لم یخرج نبینا ﷺ من الدنیا حتی اطلعه اللہ علی تلک الخمس" (الصاوی علی الجلالین تحت سورہ لقمان، آیۃ ۳۴)

ترجمہ: علمائے حق فرماتے ہیں کہ رسول اکرم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کو ان پانچ امور پر مطلع فرمادیا۔

اس آیۃ کی تفسیر میں تفسیرات احمدیہ میں ہے

''ولکن ان تقول ان علم الخمسة وان کان لا یعلمها احدا الا اللہ لکن یجوز ان یعلمها من یشاء من محبه واو لیائه بقرینة قوله تعالی " ان اللہ علیم خبیر " بمعنی الخبر'' (تفسیرات احمدیہ، از ملا احمد جیون متوفی ۱۱۳۰ھ صاحب نور الانوار)

یعنی تو کہہ سکتا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم اگرچہ خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے لیکن وہ اپنے محبین واولیاء میں سے جس کو چاہے ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمادے، اس پر قرینہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس آیت کے آخر میں فرمایا ہے "بے شک اللہ جاننے والا اور خبر دینے والا ہے" مطلب یہ کہ اللہ تعالی علم والا اور ان اشیاء کی دوسروں کو خبر دینے والا ہے۔

علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے ایک ہی فقرے میں ساری الجھنوں کا خاتمہ کردیا وہ لکھتے ہیں

''ھذہ مفاتیح الغیب التی استاثر اللہ تعالی بعلمها ولا یعلمها احدا الا بعد اعلامه

تعالی بها'' (تفسیر ابن کثیر،تحت سورہ لقمان آیۃ ی ۳۱۴)

ترجمہ: یہ غیب کی کنجیاں ہیں جن کا علم اللہ تعالی نے اپنے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے اور اللہ کے بتائے بغیر انہیں کوئی از خود نہیں جان سکتا۔

امام خازن متوفی ۷۲۵ ؁ سورہ بقرہ کی (آیۃ ۲۵۵) کی تفسیر میں فرماتے ہیں

''یعنی ان یطلعهم علیه وهم من الانبیاء والرسل لیکون مایطلعهم علیه من علم غیبه دلیلا علی نبوتهم کما قال تعالی ''فلا یظهر علی غیبه احدا الامن ارتضی من رسول'' (ج ۱،ص ۱۹۰،بیروت لبنان)

ترجمہ: یعنی جن کو وہ اپنے علم پر مطلع فرماتا ہے وہ انبیاء اور رسل علیہم السلام ہیں تا کہ وہ انکے لئے علم غیب ہو کر انکی نبوت کی دلیل بن جائے۔

یہی امام خازن آیۃ '' الرحمن علم القرآن خلق الانسان'' کے تحت فرماتے ہیں ''

قیل المراد بالانسان محمداً علمه البیان یعنی بیان مایکون و ماکان لانه ﷺ ینبی عن خبر الاولین والآخرین وعن یوم الدین'' (خازن تحت سورہ الرحمن، ج ۲،ص ۲۲۵،علمیہ بیروت)

اور تفسیر قرطبی میں اسی آیۃ کے تحت ہے '' عن ابن عباس وابن کیسان الانسان ههنا یرادبه محمد ﷺ والبیان بیان الحلال من الحرام، والهدی وقیل ماکان ومایکون لانه بین عن الاولین والاخرین ویوم الدین (تحت سورہ رحمن، ج ۴،ص ۲۲۱،علمیہ بیروت)

یعنی انسان سے مراد محمد ﷺ ہے کہ آپ ﷺ کو اگلے، پچھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا کیونکہ حضور ﷺ کو اگلوں اور پچھلوں اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی ہے۔

''وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ''(التکویر ۲۴۔) کے تحت تفسیر خازن میں ہے،

''یعنی ، محمداًعلی الوحی وخبر السماء وما اطلعه مماکان غائبا عن علمه من القصص ای انه یاتیه علم الغیب ولا یبخل به علیکم ویخبرکم به ولا یکتمه کما یکتم الکاهن'' (ج ۴،ص ۳۹۹)

یعنی رسول اکرم ﷺ ، آسمانی خبروں پر اور اور جن مغیبات کا علم عطا ہوا ان کے بیان کرنے پر بخیل نہیں ہے۔ بلکہ حضور ﷺ کے پاس جو بھی غیب آتا ہے تو آپ ﷺ لوگوں کو سکھاتے ہیں اور خبر دیتے ہیں کاہنوں کی طرح نہیں چھپاتے ہیں،،

''وعلمک مالم تکن تعلم'' کے تحت تفسیر خازن میں ہے '' علمک من علم الغیب مالم

تکن تعلم،،   (ج۱ص۴۲۶)

آپ کوعلم غیب کی وہ باتیں سکھائیں جوآپ نہ جانتے تھے۔

یہ تھے علوم خمسہ کے بارے میں مفسرین، محدثین اور جمہور علماء کے نظریات ،جنہیں ملاحظہ فرمالینے کے بعد آپ بھی حقیقت حال سے واقف ہو گئے ہوں گے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچ ہی گئے ہوں گے کہ علم غیب مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں اہل سنت و جماعت کے نظریات درست ہیں یا بد مذہبوں (وہابی، دیوبندی) کے ،تاہم علوم خمسہ کے بارے میں خود سرور کائنات ﷺ کے فرامین جو کتب صحاح میں پھیلے ہوئے ہیں سپرد قرطاس ہیں ۔تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ سید الانبیا ﷺ کے وسیع علم پاک میں یہ پانچ علوم بھی داخل ہیں ۔لیکن خاص دلائل علوم خمسہ سے قبل علم مصطفیٰ ﷺ کی وسعت پر احادیث ملاحظہ فرمائیں

علوم خمسہ اور علم ما کان و ما یکون کا ثبوت صحاح ستہ سے

(۱) "عن عبدالرحمن قال قال رسول الله رائتُ ربی عزوجل فی احسن صورة قال: فیمَ یَختصِم الملأ الا علی ؟ قلت انت اعلم فوضع کفه بین کتفی فوجدتُ برداها بین ثدی فعلمت مافی السماوات والارض وتلا: وکذالک نری ابراهیم ملکوت السماوات والارض ولیکون من الموقنین " (ترمذی تعلیقا من قول البخاری ۵/۳۴۴،حدیث ۳۲۳۵۔مشکوۃ، کتاب الصلوۃ باب المساجد ومواضع الصلوۃ الفصل الثانی حدیث رقم ۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا آج میں نے پروردگار کی بڑی حسین اور پیاری صورت میں زیارت کی، اس نے پوچھا کہ فرشتے مقرب کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کی مولیٰ تو ہی زیادہ جاننے والا ہے، تب رب نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا پھر حضور نے یہ آیت تلاوت کی "یوں ہی ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے ملک دکھاتے ہیں تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں"۔

فائدہ: یہ حدیث حضور ﷺ کے وسعت علم کی کھلی دلیل ہے رب نے حضور کو ساتوں آسمانوں بلکہ اوپر کی تمام چیزوں اور ساتوں زمینوں اور ان کے نیچے کے ذرہ ذرہ اور قطرے قطرے بلکہ مچھلی اور بیل جن

پر زمین قائم ہے ان سب کا علم کلی عطا فرمایا۔

(۲)" عن حذیفة قال قام فینا رسول الله ﷺ مقاما ماترک شیئا یکون فی مقامه ذالک الی قیام الساعة، الاحدَّث به حَفِظَه من حفظه ونَسِیه من نسیه"

(مسلم کتاب الفتن واشراط الساعة، باب اخبار النبی ﷺ فیما یکوان الی قیام الساعة حدیث رقم ۲۸۹۱،ص ۲۲۱،۴م دارالفکر بیروت۔ بخاری، کتاب القدر، باب وکان امر اللہ قدرا مقدورا" الاحزاب:۳۸" حدیث ۶۶۹۴، دارالکتاب العربی بیروت۔ ترمذی حدیث ۲۱۹۱۔ابوداؤد، کتاب الفتن ،باب ذکر الفتن ودلائھا،حدیث ۴۲۴۰،دارالفکر بیروت لبنان،ابن حدیث ۴۵۲)

ترجمہ: ایک روز حضور ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے اور قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کا ذکر حضور نے فرمایا، یادرکھا اس کو جس نے یادرکھا اور بھلا دیا اس نے جس نے بھلا دیا (اسکے آگے حدیث کے الفاظ یہ ہیں)میرے یہ سارے صحابہ اس کو جانتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی شئے وقوع پذیر ہوئی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو اسے دیکھتے ہی مجھے یاد آجاتا ہے (کہ حضور نے یوں ہی فرمایا تھا) بالکل اس طرح جیسے تیرا کوئی واقف آدمی عرصہ سے تجھ سے غائب رہا ہو اور جب تو اسے دیکھے تو اسے پہچان لیتا ہے۔

(۳) حضرت ابوزید عمر بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "قال صلی بنَا رسولُ الله ﷺ الفجرَ وصَعِدَ المنبرَ فخطبنا حتی حَضَرَتْ الظهر فنزل فصلی، ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربتُ الشمسُ فاخبَرَنا بما کانَ وبما هو کائنُ فاعلَمُنا احفَظُنا"

(مسلم حدیث ۲۸۹۲۔ترمذی،کتاب الفتن باب ما اخبر النبی بما هو کائن الی یوم القیامة،حدیث ۲۱۹۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر ہم لوگوں کو وعظ سنایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا پھر آپ ﷺ اترے اور نماز ادا فرمائی۔ پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں وعظ سنایا یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا پھر اترے اور نماز ادا فرمائی پھر منبر پر چڑھے اور وعظ سنایا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو ہم لوگوں کو خبر دی ان باتوں کی جو ہو چکی تھیں اور جو ہونے والی ہیں اور سب سے زیادہ ہم میں ان باتوں کا عالم وہ ہے جس نے سب سے زیادہ یاد رکھا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو ما کان وما یکون کے تمام علوم حاصل ہیں۔

(۴)" عن طارقِ بنِ شهاب قال سمعتُ عمر رضی الله عنه یقول: قام فینا النبی ﷺ مقاما فاخبَرَنا عن بدء الخلق حتی دَخَلَ اهلُ الجنةِ منازلَهم واهل النار منازلهم حفظ

ذالک من حفظه و نسیه من نسیه" (بخاری، کتاب بدء الخلق ، باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ " وهو الذی یبدء الخلق ثم یعیده وهو اهون علیه" الروم:۲۷، حدیث ۳۱۹۲ ۔ ابوداؤد حدیث ۴۲۴۰ ۔ ترمذی حدیث ۲۱۹۱)

ترجمہ: حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہمیں ابتداء آفرینش سے لیکر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبر دی اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔

فائدہ: ابتداء خلق سے جنت ودوزخ میں پہنچنے کا علم ایک ایسا علم ہے جس سے آپ کسی شئے کو خارج نہیں کر سکتے حتی کہ علم ما کان و ما یکون اور علوم خمسہ بھی اس میں داخل ہیں۔

اب ذیل میں صحاح ستہ کی ایسی احادیث پیش ہوں گی جن سے علوم خمسہ میں سے ہر علم اور اس کے جملہ نکات واضح ہو جائیں گے۔

قیامت کب آئے گی؟

علوم خمسہ میں سے پہلا ہے "علم قیامت" کما قال "ان الله عنده علم الساعة" اب آپ یہ دیکھئے کہ یہ علم حضور ﷺ کو حاصل ہے یا نہیں؟ چنانچہ علم قیامت کے بارے میں مسلم شریف میں ہے:

(۱) عن ابی هُریرَةَ انَّ النَّبی ﷺ قالَ خَیرُ یومٍ طَلَعَتْ علیه الشَّمسُ یومُ الجمعةِ فیهِ خُلِقَ آدَمُ وفیه اُدْخِلَ الجنَّةَ وفیه اُخْرِجَ مِنهَا ولاَ تَقومُ الساعَةُ الا فی یومِ الجُمُعةِ"

(مسلم، کتاب الجمعہ، باب فضل یوم الجمعۃ ، حدیث ۱۸-۸۵۴، دارالفکر بیروت لبنان ۔ ترمذی کتاب الجمعۃ ، باب ماجاء فی فضل یوم الجمعۃ ، حدیث ۴۸۸، دارالفکر بیروت ۔ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ باب فی فضل الجمعۃ حدیث ۱۰۸۴، دارالفکر بیروت)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوا جمعہ ہے کیوں کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔

یہ ہے علم مصطفیٰ جو چودہ سو سال پیشتر ہی آپ کو بتا دیا کہ قیامت کب آئے گی اور دن کون سا ہوگا۔ فائدہ: رسول اکرم ﷺ کے پاک میں سنہ مقرر ہی نہ تھی اس لئے آپ ﷺ نے سنہ کا ذکر نہ فرمایا۔ تاریخ طبری میں ہے

" وکان اول من وضع التاریخ " (ص ۷۰۹ بیت الافکار) یعنی سنہ ہجری عہد فاروقی میں متعین ہوئی۔ (تاریخ اسلام ص ۱۱۳، ج ۱، از اکبر شاہ خان نجیب آبادی) کیونکہ ہجرت ربیع الاول میں ہوئی مگر

سنہ ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں دستور یہ تھا کہ سال میں جو بھی کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو اس سے سال منسوب کر دیا جاتا مثلاً سال فتح، سال ہجرت، سال حدیبیہ وغیرہ، اسلئے حضور ﷺ نے علامات وغیرہ بتا دئے اور سال نہیں بتایا۔

۲)عن ابی هریرةَ قالَ بَینما النّبیُّ ﷺ فی مجلسٍ یحدِّثُ القومَ جاءَ أعرابیٌ فقال متٰی الساعةُ فمهی رسول الله ﷺ یحدِّثُ فقال بعضُ القومِ سَمِعَ ماقَالَ فکرِهَ ماقال وقال بعْضُهُمْ بل لَمْ یَسمَعْ حتّٰی اذا قضی حدیثه قال این أُراهُ السائل عن الساعةِ قال : هاانا یا رسولَ الله ﷺ قال فاذا ضُیِّعَتِ الا مانةُ فا نتظِرِ الساعةَ قال کیف اضا عتها قال اذا وُسِّدَ الا مر الی غیر اهلِه فا نتظر الساعة"

(بخاری، کتاب العلم، باب من سئل علماوھو مشتغل فی حدیثہ، حدیث ۵۹۔ کتاب الرقاق، باب رفع الامانۃ، حدیث ۶۴۹۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام سے گفتگو کررہے تھے کہ ایک دیہات کے رہنے والے صحابی تشریف لائے اور انہوں نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ رسول اکرم ﷺ گفتگو میں مشغول رہے تو بعض صحابہ کرام نے کہا رسول اکرم ﷺ نے سنا لیکن آپ نے سوال کو ناپسند کیا اور بعض صحابہ نے کہا بلکہ حضور ﷺ نے سنا ہی نہیں پس جب حضور ﷺ گفتگو سے فارغ ہوئے تو فرمایا قیامت کے بارے میں کس نے سوال کیا، تو سائل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرو سائل نے کہا امانت کیسے ضائع ہوگی؟ حضور ﷺ نے جواب دیا جب نااہل کو امیر بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

نزول بارش کا علم

علوم خمسہ میں سے دوسرا ہے ''نزول بارش کا علم'' کما قال الله تعالی " ینزل الغیث" اب آپ یہ دیکھئے کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو بارش کا علم عطا فرمایا ہے یا نہیں؟ اور آپ کی دعا سے بارش ہوئی یا نہیں؟ ملاحظہ ہو

(۱)''عَنْ اَنَسُ بن مالِکٍ قالَ اصابَتِ النَّاسَ سنةُ علٰی عهدِ النّبی ﷺ فَبینا یخطُبُ فی یومِ جَمُعَةٍ قامَ اَعْرابیٌ فقالَ یا رَسولَ اللّٰہِ هَلَکَ المالُ و جَاعَ العیالُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنا فَرَفَعَ

يَـدَيْـهِ ومـا نَـرَى فِى السماءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِى نَفسِى بِيدِهِ ماوَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ الصَّحُابُ اَمثَالَ الـجِبَـالِ ثُـمَّ لَـم يَـنْزِلُ عَنْ مِنبرِه حَتَّى رَاَئتُ المطرَيَتحادَرُ على لِحُيتِهٖ ﷺ فَمُطِرنا يومَنا ذلک ومِـن الـغـدِوبـعدَ الغدِ والَّذى يَلِيهِ حتّى الجمعةِ الاُخرى وقامَ ذالک الاعرابىُّ او قـال غيـرُهُ فقال يارسولَ الله ﷺ تهدَّمُ البِناءُ و غرِقَ المالُ فَادْ عُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يديهِ فقال اللّٰهُـمَّ حَـوَالَيـنا ولا علينا "فما يُشيرُ بيده الى ناحِيةٍ من السحابِ اِلّا انْفَجَرَتْ و صارَتِ المدينةُ مثلَ الجَوْبَةِ وسالَ الوادى قناةُ شهراً و لمْ يجئ احدٌ من ناحِيَةٍ الاحدَّث بالجَودِ ،

(بخاری، کتاب الجمعہ باب الاستقافی الخطبۃ یوم الجمعۃ ،حدیث ۹۳۳، یہ حدیث بخاری میں تقریباً چودہ جگہ ہے۔ مسلم، کتاب صلوۃ الاستقاء، باب الدعافی الاستقاء، حدیث ۸ ـ ۸۹۷، بیت السلام ریاض۔نسائی، کتاب الاستقاء، باب رفع الامام یدیہ عندمسالہ امساک المطر ،حدیث ۱۵۲۸، بیت الافکار بیروت ـ ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین فی الاستقاء، حدیث ۱۱۷۴، دارالفکر بیروت۔ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاءفی الدعاءفی الاستقاء، حدیث ۱۲۶۹، دارالفکر)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ کے عہد مبارکہ میں بارش نہ ہوئی تو عین خطبۂ جمعہ کے وقت ایک دیہات کے صحابی کھڑے ہوگیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ مویشی ہلاک ہوگئے اور بچے بھوکے مرنے لگے پس ہمارے لئے اللہ عزوجل سے بارش کی دعافرمادیں ، پھر حضور نے ہاتھ اٹھا کر بارش کے لئے دعا فرمائی، آسمان پر بارش کا نام ونشان تک نہ تھا، ابر بالکل صاف تھا، مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے حضورﷺ نے ابھی ہاتھ بھی نیچے نہیں کیا کہ آسمان پر بادل پہاڑوں کے مانند چھاگئے اور اسی وقت بارش شروع ہوگئی اور حضورﷺ منبر پاک سے نیچے اترے تو آپ کی ریش مبارک بارش کے پانی سے تر تھی اور پھر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی ، اگلا جمعہ آیا تو وہی اعرابی یا اور کوئی کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا یارسول اللہﷺ اب تو مکان گرنے لگے اور مال غرق ہونے لگے، دعافرمائیں کہ بارش رک جائے تو حضورﷺ نے پھر ہاتھ اٹھا کر دعافرمائی کہ اے اللہ اب مدینے سے بارش کو الگ کردے، ہمارے اوپر نہیں، اور ساتھ ہی انگلی کا اشارہ بھی کردیا، توجدھر آپ کی انگلی جاتی تھی بادل بھی ادھر ہی جاتے تھے اور مدینہ گویا ایک دائرہ سا بن گیا، قناط کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا اور جو بھی کسی علاقے سے آتا اس بارش کا حال بیان کرتا۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) حضورﷺ جب چاہیں بارش ہوجائے اور جب چاہیں رک جائے (۲) صحابہ جانتے تھے کہ جو سوال کرو حضورﷺ پورا کردیں گے تبھی تو بارش کے لئے انہوں نے سوال کردیا (۳) غیب داں رسولﷺ جانتے تھے کہ میں دعا کروں تو بارش ہوجائے گی تبھی تو رکنے کا اشارہ فرمارہے ہیں اور بارش بھی رک جاتی ہے اور سورج نکل آتا ہے۔ (۴) اور صحابہ اپنی

مشکلیں حضور کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے اور حضور اس کا حل بھی فرما دیتے تھے۔ لیجئے آئے تھے علم غیب ثابت کرنے اور آپ ﷺ کا مشکل کشا ہونا بھی ثابت ہو گیا، اور مختار کائنات بھی (فللّٰہ الحمد)

۲) عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ مابين النفختين اربعون قال اربعون يوماً؟ قال اَبَيتُ قال اَرْبعون شهراً؟ قال ابيت، قال اربعون سنةً؟ قال ابيتُ قال ثم يُنزِلُ اللّٰهُ من السماء ماءً، فينبتون كما ينبُتُ البَقلُ'' (بخاری کتاب التفسیر سورہ عمایتساءلون، حدیث ۴۹۳۵۔ وتحت سورہ زمر حدیث ۴۸۱۴۔ مسلم، کتاب الفتن، باب مابین النفختین، حدیث ۱۴۱-۲۹۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا دو بار صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا لوگوں نے کہا اے ابوھریرہ چالس دن؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، کہا چالیس مہینہ؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، کہا چالس سال؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، (رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا) پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جس طرح سبزہ اگتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حضور کو بارش کے نزول کا علم ہے۔

۳) مسلم شریف میں ایک لمبی حدیث ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا''ثم يرسل الله مطراً لايكن منه بيت مدر ولا وبر''

(مسلم، کتاب الفتن، واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال وصفتہ معہ، حدیث ۱۱۰-۲۹۳۷)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ''پھر اللہ عزوجل ایک بارش بھیجے گا جس سے کوئی گھر اور شہر خالی نہ رہے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور نے وقت سے پہلے بارش کی خبر دیدی۔

۴) مشکوۃ میں عبداللہ بن عمر سے ایک لمبی حدیث مروی ہے جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

''يرسل الله مطراً كانهُ الطلُّ فينبتُ منه اجسادُ الناس ثم ينفخ فيه اخرى فاذاهم قيام ينظرون'' (کتاب الرقاق، باب لاتقوم الساعۃ الاعلی شرار الناس، الفصل الاول، حدیث ۵۵۲۰)

یعنی اللہ عزوجل شبنم کی مانند بارش بھیجے گا جس سے انسان کے جسم میں جان آجائے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، پھر قیامت قائم ہوجائے گی۔

نوٹ: واضح ہو کہ ''مشکوۃ'' اگرچہ صحاح ستہ کی کتاب نہیں ہے لیکن حدیث کی مشہور کتاب ہونے کی وجہ سے کہیں کہیں ضمناً اس کی روایت اس کتاب میں ملے گی۔

ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یالڑکی

علوم خمسہ میں سے تیسرا ہے (علم مافی الارحام) یعنی ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لڑکا یالڑکی رب عزوجل کومعلوم ہے کما قال "ویعلم ما فی الارحام" پھر یہ علم رب اکبر کی عطا سے حضور ﷺ کو بھی حاصل ہے اور آپ جانتے ہیں کہ حمل میں لڑکا ہے یالڑکی۔ چنانچہ ابن ماجہ میں ہے:

(۱) "عن قابُوسٍ قال قالتْ اُمُّ الفَضلِ یارسولَ اللّٰہِ ﷺ رائتُ کَأَنَّ فی بیتی عُضواًمن أعضائِکَ قال خیراً رایتِ تَلِدُ فاطمۃَ غلاماً فتُرضِعیہِ فولدتْ حُسینا او حسنا فأَرْضَعَتْهُ بلبن قُثَم " (ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرویا، باب تعبیر الرویا، حدیث ۳۹۲۳، دار الفکر، بیروت)

ترجمہ: حضرت ام الفضل عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا میرے مکان میں آ گیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایاتم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ کواللہ عزوجل فرزند عطا کرے گا جسے تم دودھ پلاؤ گی، تو حضرت حسن یا حسین پیدا ہوئے پس میں نے انہیں دودھ پلایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کومعلوم ہو جاتا ہے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یالڑکی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شکم میں جو بچہ ہے اسے کون دودھ پلائے گی حضور ﷺ کواس کا بھی علم ہے۔

(۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "قال سُئِلَ النبیُّ ﷺ عن اشیاءَ کرِهَھَا فلماأُکثِر علیه غَضِبَ ثم قال للناسِ سَلُونی عَمّا شِئتُم قال رجلٌ من ابی قال ابوک حذافۃُ فقام آخر فقال من ابی یا رسول اللہ ﷺ فقال ابوک سالمُ مولی شیبۃ فلما رای عمر مافی وجھه قال یا رسول اللہ انا نتوب الی اللہ عزوجل،

(بخاری کتاب العلم، باب الغضب فی الموعظۃ حدیث ۹۲، مسلم کتاب الاعتصام، بالکتاب والسنۃ حدیث ۲۹۱ ے)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے کچھ ایسی چیزوں کے بارے میں سوال ہوا جنہیں آپ ﷺ نے ناپسند کیا اور جب لوگوں نے اس قسم کے سوالات بکثرت کئے تو آپ جلال میں آ گئے اور لوگوں سے ارشاد فرمایا تم جو چاہو مجھ سے پوچھو تو ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ سالم ہے جو شیبہ کا مولی ہے جب فاروق اعظم نے روئے اقدس پر جلال کے آثار دیکھے تو عرض کی حضور ہم لوگ بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتے ہیں۔

فائدہ: پہلے سائل حضرت عبداللہ تھے اور دوسرے حضرت سعد رضی اللہ عنہما ان حضرات کا حال یہ تھا

کہ لوگ ان کے بارے میں شک کرتے تھے اور لڑائی جھگڑے میں دوسرے کی طرف منسوب کردیتے تھے اس لئے اپنے والد کے بارے میں حضور سے سوال کرتے ہیں پھر جب غیب داں رسول ﷺ جواب دے دیتے ہیں تو لوگوں کا شک وشبہ دور ہوجاتا ہے۔

اس حدیث کو سامنے رکھ کر علم مافی الارحام پر غور کریں تو یہ سمجھنے میں تاخیر نہیں ہوگی کہ علم مافی الارحام زیادہ سہل ہے بنسبت اس علم کے۔ حالانکہ علم مافی الارحام کو اللہ عزوجل کے لئے خاص کیا جارہا تھا تو اب نتیجتاً یہ بات سامنے آئے گی کہ جس رسول کو یہ معلوم ہو کہ کون کس کا بیٹا ہے اس کے لئے علم مافی الارحام کوئی بڑی چیز نہیں کیونکہ یہ ایک ایسا سوال ہے جسکا صحیح جواب ایک ماں ہی دے سکتی ہے کہ اس کے بچے کا باپ کون ہے۔ یہ تو سب کو تسلیم ہے کہ آج یہ پتہ کرنا آسان ہے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یہ یا لڑکی اور ترقی کے اس دور میں مشین کے ذریعہ یہ کیا مشکل رہ گیا لیکن دنیا میں آج بھی کوئی ایسی مشین ایجاد نہ ہوسکی جس سے یہ معلوم کیا جائے کہ کون کس کا بیٹا ہے یہ ہے علم مصطفیٰ کی وسعت، ساتھ ہی حدیث کے الفاظ ''جو چاہو پوچھو'' کے عموم میں تخصیص کھلی نادانی ہے۔

(۳) ''عن ام سلمة قالت سمعتُ رسولَ اللّٰهِ یقولُ المهدی من عترتی من ولدِ فاطمَة''

(ابوداؤد کتاب المہدی، حدیث ۴۲۸۴۔ ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی حدیث ۴۸۶)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا، مہدی میری نسل اور فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔

فائدہ: خطابی نے کہا'' العترة: ولد الرجل''(ابوداؤد، حاشیہ)

یعنی صلبی اولاد کو عترۃ کہا کیا جاتا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ حضور کو پتہ ہے کہ حضرت مہدی جو قریب قیامت تشریف لائیں گے وہ کس خاندان سے اور کس نسل سے ہوں گے حالانکہ علم مافی الارحام سے علم مافی الاصلاب زیادہ مشکل ہے۔ اس حدیث کی وضاحت حضرت علی کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

(۴) ''وقال علی سیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم''(ابوداؤد، حدیث ۴۲۹۰)

ترجمہ: حضرت علی نے فرمایا کہ اس (امام حسن) کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تیرے نبی کے نام پر ہوگا۔

تھوڑی دیر کے لئے اگر ضبط کریں تو اپنے معمول کے خلاف یعنی صحاح ستہ کے علاوہ کی ایک حدیث پیش کردوں تاکہ علم مافی الارحام کا مسئلہ واضح تر ہوجائے۔ چنانچہ تاریخ الخلفاء میں حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، ایک حدیث نقل کرتے ہیں ''ابونعیم نے دلائل میں بروایت ابن عباس بیان

کیا ہے کہ ام الفضل نے مجھ سے کہا ایک روز میں حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضورﷺ نے مجھ سے فرمایا ''انک حامل بغلام فاذا ولدت فاتینی به '' کہ اے ام الفضل تیرے بطن میں لڑکا ہے جب پیدا ہو تو اس کو لے کر میرے پاس آنا، چنانچہ جب وہ پیدا ہوا تو میں اس لڑکے کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، حضورﷺ نے اس لڑکے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور عبداللہ نام رکھا اور فرمایا اچھا اب اس ابو الخلفاء کو لے جاؤ، میں نے یہ سب حضرت عباس سے کہا، انہوں نے حضور سے دریافت کیا تو حضورﷺ نے جواب دیا کہ ہاں جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سچ ہے وہ خلفاء کا باپ ہی ہے یعنی ان کا مورث اعلیٰ ہوگا، اس کی اولاد میں سفاح ہوگا اور اس کی نسل میں آخری خلیفہ ''مہدی'' ہوگا اور اسی کی اولاد میں وہ شخص ہوگا جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

اس حدیث کو پڑھنے کے بعد ذرا حکومت عباسیہ پر ایک نظر ڈالئے تو اندازہ ہوگا کہ سفاح کون تھا اور حضور نے اس کی خبر کب دی۔ مزید برآں قرآن مقدس سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہونے والے ہیں۔ اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کی ولادت کا اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا علم پہلے ہو چکا تھا۔

(۵) ''عن انس قالَ بلغَ صفية انَّ حفصةَ قالتْ بنتَ يهودي فَبَكَتْ فدخل عليها النبيُ ﷺ وهي تَبْكي فقال مايُبكيكِ ؟ قالت: قالت لي حفصةُ انّي اِبنةُ يهوديَ فقال النبي ﷺ وانّكِ لا بنةُ نبيٍ وان عَمَّكِ لنبيٌ وانّكِ لتحت نبيٍ ففيم تَفْخَرُ عليكِ ثمّ قال اتقي اللّهَ يا حفصةُ'' (ترمذی کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبیﷺ، حدیث ۳۹۲۰)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ نے حضرت صفیہ کو یہودی کی بیٹی کہہ دیا یہ سن کر حضرت صفیہ رونے لگی جب رسول اکرمﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو یہ رو رہی تھیں، رسول اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا اے صفیہ کیوں رو رہی ہو، تو حضرت صفیہ نے کہا مجھے حفصہ نے یہودی کی بیٹی کہا، رسول اکرمﷺ نے فرمایا تو، تو نبی کی بیٹی، نبی کی بھتیجی اور نبی کی بیوی ہے (یعنی حضرت ہارون کی بیٹی، حضرت موسیٰ کی بھتیجی اور سید عالم کی بیوی ہے) اب کس چیز کی وجہ سے حفصہ تم پر فخر کر رہی ہے؟ پھر رسول اکرمﷺ نے حفصہ سے فرمایا اے حفصہ اللہ سے ڈرو۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوا کے حضورﷺ کو یہ معلوم ہے کہ کون کس کی بیٹی ہے گویا کے علم مافی الاصلاب سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں حالانکہ یہ علم، علم مافی الارحام سے زیادہ مشکل ہے

''کل کیا ہوگا''

علوم خمسہ میں سے چوتھا ہے ''کل کیا ہوگا اس کا علم'' یعنی کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی کما قال الله تعالی ''وما تدری نفس ما ذا تکسب غدا ''(لقمان) اب آپ یہ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا حضور ﷺ کو کل آئندہ کی خبر تھی یا نہیں؟

(۱) بخاری شریف میں ہے: ''عن سَهلِ بنِ سعدٍ رضی الله عنه سَمِعَ النّبیَ ﷺ یَقولُ یومَ خیبرَ لَأُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ رجلا یفتحُ اللّٰهُ علی یدیه فقاموا یَرْجونَ لذالک اَیُّهُمْ یُعطی فَغَدَوا وکلُّهُمْ یرجون اَنْ یُعطی فقال اینَ علیٌ فقیلَ یَشتکی عَینَیهِ فامر فدُعِیَ له فبصَقَ فی عَینَیهِ فبرأمکانَه حتّی کانّه لم یکُنْ به شیءٌ فقال لقاتلَهُم حتی یکونوا مثلنا فقال علی رِسْلِکَ حتّی تنزل بساحتهم ثمَّ ادْعُهُمْ الی الاسلامِ واخبِرْهم بما یجِبُ علیهم فواللّٰهِ لَاَنْ یُهدَی بکَ رَجُلٌ واحدٌ خیرٌ لک من حُمُرِ النَّعمِ''

(بخاری، کتاب الجهاد والسیر ، باب دعاء النبی الی الاسلام والنبوة ، حدیث ۲۹۴۲، ص ۵۹۸۔ باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل ، حدیث ۳۰۰۹ ص ۶۱۰۔ کتاب فضائل اصحاب النبی ، باب مناقب علی بن ابی طالب ، حدیث ۳۷۰۱، ص ۷۵۲۔ کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر ، حدیث ۴۲۱۰، ص ۸۵۲۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ ، باب من فضائل علی حدیث ۳۳۔ ۲۴۰۵۔ عن ابی ہریرہ حدیث ۳۴۔ ۲۴۰۶ ، حدیث ۳۵۔ ۲۴۰۷، ص ۶۸۲ ، ریاض بیت السلام۔ ترمذی، کتاب المناقب ، باب مناقب علی ، حدیث ۳۷۴۵ ، ج ۵، ص ۴۰۷ ، دار الفکر بیروت)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا کہ کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا (وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں) راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے رات بڑی بے چینی کے ساتھ گزاری کہ دیکھیں کل جھنڈا کس کو عطا فرمایا جاتا ہے جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سبھی یہی تمنا لیکر آئے تھے کہ جھنڈا مجھے مل جائے پس آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، راوی کا بیان ہے کہ پھر انہیں بلایا گیا وہ حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا پس وہ ایسے شفایاب ہوئے گویا انہیں سرے سے تکلیف ہوئی ہی نہ تھی پھر جھنڈا انہیں عطا فرمایا گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس وقت تک ان کے ساتھ لڑوں جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں فرمایا تم چپکے سے میدان میں اترو پھر انہیں اسلام کی دعوت

دواور انہیں بتاؤ کہ اللہ کا حق ہونے کے باعث ان پر کیا واجب ہے پس خدا کی قسم اگر ایک آدمی کو بھی اللہ تعالی نے تمہاری وجہ سے ہدایت دے دی تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) اللہ کے رسول کو یہ معلوم تھا کہ کل کیا ہوگا (۲) آپ یہ جانتے تھے کہ کل خیبر فتح ہو جائے گا (۳) کس کے ہاتھ پر فتح ہوگا یہ بھی معلوم تھا (۴) یہ بھی معلوم تھا کہ جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ بھی اسے دوست رکھتا ہے (۵) دکھتی آنکھ کا علاج بھی معلوم تھا (۶) یہ بھی معلوم تھا کہ میرے لعاب شفا بخش ہیں۔

تاریخ الخلفاء میں ہے ''جنگ خیبر میں حضرت علی نے اپنی پیٹھ پر خیبر کا دروازہ اٹھالیا تھا اور مسلمان اس دروازے پر چڑھ چڑھ کر قلعہ کے اندر داخل ہو گئے تھے اور خیبر کو فتح کرلیا اسکے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا، جب اس دروازے کو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالا جانے لگا تو چالیس افراد نے اس کو اٹھایا تھا (ابن عساکر) ابن اسحاق نے مغازی میں اور ابن عساکر نے ابی رافع سے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے جنگ خیبر میں قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر بہت دیر تک اپنے ہاتھوں پر رکھا اور اس سے ڈھال کا کام لیا جس وقت قلعہ فتح ہو گیا تو اس دروازے کو آپ نے پھینک دیا، جنگ سے فراغت کے بعد ہم ۸۰/افراد نے مل کر اسے ہلانا چاہا لیکن وہ نہ ہلا (تاریخ الخلفاء)

جنگ خیبر کی اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو کل آئندہ کے بارے میں مکمل علم تھا۔

(۲) ''عن ابی بکرۃ قال أخرَجَ النبیُ ﷺ ذاتَ یومٍ الحسَنَ فَصَعِدَبه علی المنبرِ فقال اِبنی هذا سیِّدٌ ولعلَّ اللّٰهَ اَنْ یُصلِحَ به بینِ فئتین من المسلمین''

(بخاری کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث ۳۶۲۹ ۔ابوداؤد، کتاب السنة، باب مایدل علی ترک الکلام فی الفتنة، حدیث ۴۶۶۲۔ ترمذی کتاب المناقب، باب مناقب حسن، حدیث ۳۷۹۸۔ والنسائی کتاب الجمعه، باب مخاطبة الامالی رعیته وهو علی المنبر حدیث ۱۴۱۰)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا اور امام حسن آپ کے پہلو میں تھے تو آپ نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالی اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کردیگا۔

فائدہ: تاریخ شاہد ہے کہ حضرت امام حسن اور امیر معاویہ میں سخت جنگ چھڑ جاتی اور مسلمانوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہو جاتی لیکن امام حسن نے امیر معاویہ سے صلح کر کے اس خانہ جنگی کا خاتمہ

فرمادیا، رسول اللہ ﷺ نے اسی کی نشان دہی فرمائی ہے جو آپ کے علم غیب (مافی الغد) پر روشن دلیل ہے۔

(۳) ''عن ابی ھریرۃَ قال قال رسول اللہ ﷺ انا سیّدُ وَلَدِ آدمَ و اوّلُ من تَنْشَقُّ عنه الارضُ واول شافِع واوّل مُشَفَّعٍ''

(ابوداؤد کتاب السنة باب فی التخییر بین الانبیاء حدیث ۴۶۷۳، مسلم بلفظ ''ینشق عنه القبر'' کتاب الفضائل باب تفضیل نبیینا علی جمع الخلائق حدیث ۳، ۲۲۷۸، ابن ماجه بزیادة'' ولواء الحمد بیدی یوم القیامة ولا فخر'' کتاب الزهد باب ذکر الشفاعة حدیث ۴۳۰۸، ترمذی کتاب تفسیر القرآن، باب من سورة بنی اسرائیل حدیث ۳۱۴۸، (بلفظ حملهن) عن ابی سعید۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک میں اولادِ آدم کا سردار ہوں (مجھے اس پر فخر نہیں) اور میں ہی وہ ہوں جس کے لئے سب سے پہلے قبر کھلے گی۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی (مجھے ان سب پر فخر نہیں)۔

فائدہ: ابھی وصال بھی نہیں ہوا اور بتا رہے ہیں کہ میری قبر سب سے پہلے شق ہوگی۔ ابھی قیامت کی بہت سی علامات باقی ہیں لیکن چودہ سو برس پہلے بتادئے کہ قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا، میدان محشر کے احوال وکوائف سے بھی روشناس فرمادیا اور یہ بھی بتادئے کہ گنہگاروں کی شفاعت سب سے پہلے میں کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی۔

(۴) عن سفیانَ بن ابی زهیرٍ قال قال رسولُ اللّٰهُ یُفتَحِ الشام فَیخرُجُ من المدینة قوم باهلیهم یُبِسُّونَ والمدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون ثم یفتح الیمن فیخرج من المدینة قوم باهلیهم یبسون والمدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون

(مسلم کتاب الحج، باب الترغیب فی المدینة ، حدیث ۴۹۶، ۱۳۸۸) بخاری المناسک ابواب العمرة باب من رغب عن المدینة حدیث)

ترجمہ: حضرت سفیان بن زہیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شام فتح ہو جائے گا ایک قوم اپنے اہل وعیال کو لیکر مدینہ سے نکل جائے گی حالانکہ اگر انہیں علم ہوتا تو مدینہ ان کے لئے کہیں بہتر ہوتا، اور فرمایا یمن فتح ہوگا ایک گروہ اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ سے نکل جائے گا حالانکہ وہ جانتے ہوتے تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہوتا اور عراق فتح ہو جائے گا ایک جماعت سواری کے جانور لے کر آئے گی اپنے اہل وعیال اور پیروکاروں کو لاد کر لے جائے گی حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا، کاش وہ جانتے ہوتے۔ (بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں یمن کا ذکر پہلے ہے اور بعض الفاظ

بھی زائد ہیں جس کا ترجمہ کر دیا گیا)

فائدہ: جس وقت حضور نے یمن، شام اور عراق کے فتح کی خبر دی تھی اس وقت شام اور عراق پر قیصرو کسریٰ کی انتہائی مضبوط حکومتیں قائم تھیں اور عرب کا جو حال تھا اس کے پیش نظر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کبھی اہل عرب شام اور عراق کو فتح کر پائیں گے لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ مما لک فتح ہوئے یمن کا کچھ حصہ تو عہد رسالت ہی میں فتح ہو چکا تھا، بقیہ عہد صدیقی میں فتح ہوا، اس کے بعد شام فتح ہوا اور پھر عراق۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور کو کل آئندہ کا مکمل علم ہے۔

(۵) عن ابی هریرة فیما اعلمُ عن رسول اللّٰه قال ان اللّٰه یبعث لهذه الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدِّ دُ لها دینها. (ابوداؤد کتاب الملاحم، باب مایذ کر فی قرن المأ ۃ، حدیث ۴۲۹۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ھیکہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ عز وجل میری امت کیلئے ہر صدی کے شروع میں ایسے شخص کو ظاہر کرے گا جو دین اسلام کو صاف ستھرا کر دے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے قیامت تک آنے والے مجدد دین اسلام کی خبر ہے۔

کون کہاں مرے گا؟

علوم خمسہ میں سے پانچواں ہے ''کون کہاں مرے گا اس کا علم''، یعنی کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی کما قال الله تعالی ''وما تدری نفس بای ارض تموت (لقمان) اب آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ کیا حضور ﷺ کو اس کی خبر ہے، یا نہیں؟ چنانچہ مسلم شریف میں ہے:

(۱)''عن اَنسِ بنِ مالکٍ قال کُنّا مع عمرَ بینَ مَکّةَ و المدینةِ فتَرَائینَا الهِلالَ و کنتُ رجلاً حدیدَالبصرِ فَرَأیتُه ولیسَ احدُ یزعُمُ انّه راٰءَ غیری . قال فجعلتُ اقولُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فجعل لایَراه . قال یقول عمرُ سَأَرَاهُ واَنَا مُستَلُقٍ علی فِراشی ثمّ انشأ یُحَدِّثُنا عن اهلِ بَدرٍ فقال اِنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُرِینا مَصَارِعَ اهلِ بدر بالامسِ یقولُ : هذا مَصرَعُ فُلانٍ غداً اِنْ شاءَ الله قال : فقال عمرُ فوالذی بَعَثَه بالحَقّ ماأَخطَئوا الحُدُودَ الّتی حَدَّ رسولُ اللّٰهِ ﷺ

(صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها، باب عرض مقعدا لمیت من الجنة والنار علیه ، اثبات عذاب القبر ، والتعوذ منه حدیث ۷۶. (۲۸۷۳)ص ۱۲۰۵، دارالسلام . سنن نسائی ، کتاب الجنائز ، ۱۱۷، ارواح المومنین ، حدیث ۲۷۴، ص ۲۳۱ ، بیت الافکار بیروت لبنان)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے تو ہم سب لوگ چاند دیکھنے لگے میری نگاہ تیز تھی میں نے چاند کو دیکھ لیا اور میرے سوا کسی نے نہیں دیکھا، میں فاروق اعظم سے کہنے لگا آپ چاند دیکھئے یہ چاند ہے انہیں نظر نہ آیا، کہنے لگے مجھے تھوڑی دیر میں نظر آجائے گا اور میں بستر پر چت پڑا تھا پھر انہوں نے ہم سے بدر والوں کا قصہ بیان کرنا شروع کیا وہ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ ہم کو لڑائی سے ایک دن پہلے بدر والوں کے گرنے کی جگہ دکھا رہے تھے آپ فرما رہے تھے یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے، کل یہاں فلاں گرے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جو حدیں آپ نے بیان کی تھیں ہر ایک کافر انہیں حدوں پر مرا پڑا تھا (ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہ تھا)۔

فائدہ : اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ کون کہاں مرے گا (۲) کفاروں کی شکست کا علم (۳) مسلمانوں کی فتح کا علم (۴) عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ''حضور ﷺ کو کل آئندہ کا علم حاصل ہے اور ہر ایک کی موت سے باخبر ہیں۔ گویا کہ اس حدیث نے یہ واضح کر دیا کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ علم بھی عطا فرما دیا کہ کون کہاں مرے گا۔

قارئین اب آپ فیصلہ کریں کہ اگر حضور کو علوم خمسہ حاصل نہیں، تو صحاح ستہ کی ان احادیث کا کیا ہوگا، لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اللہ عز وجل کی عطا سے یہ علوم آپ کو حاصل تھے ورنہ ان احادیث متواترہ کا انکار لازم آئے گا۔ (العیاذ باللہ)

(۲) عن ابی هريرةَ رضیَ اللّٰهَ عنه قالَ شَهِدْنَا مع رسولِ اللّٰه خيبرَ فقال رسولُ اللّٰه لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَه يَدَّعِى الاسلامَ هذا من اهلِ النارِ فلمّا حَضَرَ القتالُ قاتَلَ الرجلُ من اَشَدِّ القتالِ و كَثُرَتْ به الجراحُ فَأَثْبَتَتْه فجاءَ رجلٌ من اصحاب النبیِّ ﷺ فقال يا رسولَ اللّٰهِ ارأيتَ الذى تَحَدَّثْتَ أنّه مِن اهلِ النارِ قدقَاتَلَ فى سبيل الله من اَشَد القتالِ فكَثُرتْ بِهِ الجراحُ فقال النبیُّ ﷺ أما انّه من اهلِ النارِ فَكاد بعضُ المسلمينَ يَرْتابُ فبينما هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَالرجلُ اَلَمَ الجراحِ فَأهوَى بيده الى كِنانتِه فانتَزَعَ منها سهماً فا نتحَرَبَها فاُشتَدَّ رِجالٌ من المسلمين الىٰ رسولِ اللّٰهِ فقالوا يا رسولَ اللّٰهِ صدق اللّٰهُ حديثَكَ قد اُنتَحَرَ فلانٌ فَقَتَلَ نفسَهُ فقالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ يا بلالَ قُمْ فأذِّنْ: لاَ يدْخُلُ الجنّةَ الا مومنٌ وانّ لَيُؤَيِّدُ هذاالدّينَ بالرجلِ الفاجرِ"

(بخاری کتاب القدر، باب العمل بالخواتیم، حدیث ٦٦٠٦، حدیث ٦٦٠٧، وکتاب الرقاق باب الاعمال بالخواتیم وما یخاف منہا

حدیث ۲۴۹۳، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر حدیث ۴۲۰۲، کتاب الجھاد والسیر، باب لایقول فلان شھید، حدیث ۲۸۹۸، وکتاب المغازی، حدیث ۴۲۰۷)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ہم لوگ جنگ خیبر میں شریک ہوئے رسول اکرم ﷺ نے اپنے ساتھی میں سب لوگوں سے ایک شخص کے بارے میں فرمایا یہ جہنمی ہے حالانکہ یہ مدعی اسلام تھا جب جنگ شروع ہوئی تو یہ شخص مسلمانوں کی طرف سے مشرکین سے بڑی خوں ریز جنگ کیا یہاں تک کہ شدید زخمی ہوگیا مگر ثابت قدم رہا پس رسول اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص آ کر عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسے ملاحظہ تو فرمایئے جس کے بارے میں ارشاد ہوا تھا کہ وہ جہنمی ہے حالانکہ وہ راہ خدا میں کیسی بے جگری سے لڑ رہا ہے اور شدید زخمی بھی ہوا ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر بھی وہ ہے جہنمی، بعض مسلمان کو شک لاحق ہو جاتا اتنے میں ایک شخص نے کہا وہ تو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ترکش سے ایک تیر کھینچا اور اسے گلے پر رکھ کر گلا چیر لیا پس کئی مسلمان رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں تیزی سے حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے آپکا ارشاد گرامی سچ کر دیکھایا، اس شخص نے گلا چیر کر خودکشی کر لی ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلال کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ جنت میں نہیں داخل ہوگا مگر مومن اور بے شک اللہ بدکار آدمی کے ذریعے بھی اس دین کی مدد فرماتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں ایک ایسے شخص کو جہنمی کہا گیا جو صحابہ کے جھرمٹ میں رہتا تھا، مسلمان اسے صحابی جانتے تھے جو جہاد فی سبیل اللہ میں شریک تھا، جو ہزاروں کافروں کو فی النار کر چکا تھا، جو اسلام کی سربلندی کیلئے اپنی جواں مردی کا جوہر دیکھا رہا تھا اور جسکی شجاعت و بہادری اور میدان جنگ میں شدید زخم کھانے کے باوجود ثبات قدمی سے مسلمان مرعوب ہو چکے تھے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہو کہ آپ کو کون کہاں مرے گا اور مرنے والے کے انجام سے بھی باخبر ہیں؟

(۳) مشکوٰۃ میں ہے" فَدَخلتُ یوماً علی رسولِ اللّٰهِ ﷺ فو ضعُته فی حجرہ ثم کانت منی التفاتةً فاذا عینارسولِ اللّٰهِ ﷺ تھریقان الدموعُ قالت فقلتُ بانبیَّ اللّٰه بأبی انتَ واُمّی مالک؟ قال اتانی جبریل علیه السلام، فاخبرنی ان امتی ستقتلُ اِبنی ھذا فقلت ھذا؟ فقال نعم واتانی بتربةٍ من تربته حمراء"

(مشکوۃ کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الثالث حدیث ۶۱۸۰)

ترجمہ: حضرت ام فضل فرماتی ہیں کہ میں نے ایک روز رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر

حضرت امام حسین کوآپ کی گود میں دیا پھر میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور کی آنکھوں سے لگا تار آنسو بہ رہے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا حال ہے؟ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انھوں نے یہ خبر پہونچائی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کرے گی حضرت ام فضل فرماتی ہیں کہ کیا اس فرزند کو؟ حضور نے فرمایا ہاں اور جبریل میرے پاس اسکی شہادت گاہ کی سرخ مٹی بھی لائے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور بہت پہلے اپنے فرزند حضرت امام حسین کی شہادت گاہ کربلا کا علم ہو چکا تھا یعنی آپ جانتے تھے کہ میرا بیٹا کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کیا جائے گا۔

(۴)''عن عبد اللّٰه بن عمر وقال قالَ رسول اللّٰهِ ﷺ ینزلُ عیسی ابنُ مریمَ الی الارضِ فیَتَزوَّجُ ویولدُله ویمکثُ خمساً واربعین سنةً ثم یموتُ فیُدفَنُ معی فی قبری فاقومُ اناو عیسی ابنُ مریمَ فی قبرٍ واحدٍ بینَ ابی بکرٍ وعمَر''

(مشکوۃ کتاب الرقاق باب نزول عیسیٰ، حدیث ۵۵۰۸)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت عیسیٰ ابن مریم زمین پر تشریف لائیں گے وہ شادی کریں گے اور ان کے بچے پیدا ہوں گے اور ۴۵ سال زمین پر تشریف رکھیں گے پھر ان کی وفات ہوگی تو میری قبر میں میرے ساتھ دفن ہوں گے اور جب قیامت قائم ہوگی تو میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ امر واضح ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہے کہ کون کہاں انتقال کرے گا، کتنے دن زندہ رہے گا اور کہاں دفن ہوگا۔ گویا کہ جائے وفات کے ساتھ جائے دفن کا بھی علم آپ ﷺ کو حاصل ہے۔

(۵)عن عائشةَ اَنَّ بعضَ اَزاجِ النبیِّ ﷺ قُلْنَ للنبی ﷺ أَیُّنااَسرَعُ بکَ لُحوقًا قال اَطوَلُکُنَّ یداًفَا خذُوا قصبةً یذرعونَها فکانتْ سودةُ اطولَهُنَّ یداً فَعَلِمْنَا بعد أنَّما کانَتْ طولَ یدِهَا الصدقةُ وکانَتْ اسرَعنا لحوقًابه ﷺ وکانت تحب الصدقة''

(بخاری کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقة، حدیث ۱۴۲۰۔ مسلم، ''فکانت اطولنا یدازینب لانها کانت تعمل بیدها صدقة'' کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل زینب ام المومنین، حدیث ۱۰۱(۲۴۵۲)۔ نسائی مثل البخاری، کتاب الزکاة، باب فضل الصدقه حدیث ۲۵۴۱۔)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بعض ازواج رسول ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت

میں عرض کیا ہم میں سب سے پہلے کون آپ سے ملے گی؟ فرمایا جس کا ہاتھ لمبا ہوگا ازواج مطہرات نے چھڑی ہاتھ میں لے کر ہاتھ ناپنے شروع کردئے تو سودہ کا ہاتھ لمبا نکلا بعد ازاں ہمیں پتہ چلا کہ ہاتھ کی لمبائی سے حضور کی مراد صدقہ (سخاوت) ہے چنانچہ سیدہ زینب سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے ملیں اور انہیں خیرات کرنا بہت پسند تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کا بھی عقیدہ یہی تھا کہ حضور کو غیب کا علم کہ کون کب وفات پائی گی ہے تبھی تو اس طرح کا سوال کررہی ہیں اور حضور ﷺ جواب بھی دے رہے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ درست ہے ورنہ آپ منع فرمادیتے کہ اس طرح کا سوال نہ کرو۔ اور آپ ﷺ کو یہ معلوم تھا کے کون کب وفات پائے گی۔

نوٹ: بخاری کی روایت میں جو سودہ کا ذکر ہے" کہ سب سے پہلے ان کا وصال ہوا" غلط ہے کیونکہ تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کے سب سے پہلے ازواج مطہرات میں حضرت زینب کا وصال ہوا، لہذا مسلم کی روایت درست ہے۔ یعنی حضور نے حضرت زینب کے متعلق فرمایا کہ سب سے پہلے وفات پائے گی۔

(۲)" عن قتادہ ان انس بن مالک حدثهم ان النبی ﷺ صعدا حدا! ابو بکر و عمر وعثمان فرجف بهم فقال اثبت احد فانما علیک نبی و صدیق وشهید ان"

(بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خليل،ا حديث ۳۶۷۵. ترمذی کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان، حدیث ۳۶۹۷، ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی الخلفاء، حديث ۴۶۵۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ایک روز احد پہاڑ پر چڑھے تو ان کے باعث اسے وجد آگیا (ہلنے لگا) آپ نے فرمایا احد ٹھہر جا کیوں کہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

فائدہ: حضور کو معلوم تھا کہ فاروق اعظم اور عثمان غنی شہید کردیے جائیں گے۔ چنانچہ فاروق اعظم کو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولولو نے زہر آلود خنجر سے وار کر کے ۲۶/ ذوالحجہ کو زخمی کردیا اور یکم محرم ۲۴ھ کو آپ نے شہادت پائی، اور حضرت عثمان غنی کو غافقیوں نے ۱۷/ ذوالحجہ بروز جمعہ ۳۵ھ کو حملہ کر کے شہید کردیا۔ فاروق اعظم کی شہادت حضور کے پردہ فرمانے کے ۱۳/ سال بعد ہوئی اور عثمان غنی کی شہادت حضور ﷺ کے وصال کے ۲۴/ سال بعد ہوئی اتنے عرصہ قبل آپ نے بتادیا کہ یہ دونوں شہید ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کے حضورﷺ کو یہ بھی معلوم ہے کہ کون کیسے مرے گا؟ شہادت پا کر، یا بغیر شہادت سے۔

(۷)عن ابن عمر قال ذکر رسول الله ﷺ فتنة فقال یقتل هذا فیها مظلوما لعثمان. (ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عثمان حدیث ۳۷۲۸)

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عثمان کے متعلق فرمایا یہ اس میں مظلوم شہید ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے غافقیوں کے حملے اور عثمان غنی کی شہادت پر نظر دوڑائیں تو یہ واضح ہوگا کہ نبی اکرمﷺ چوبیس سال پہلے باخبر تھے اور آپ کو معلوم تھا کہ عثمان مظلوم شہید ہوں گے اور ایسا ہوا حالانکہ جس وقت آپ نے خبر دی تھی اس وقت بظاہر کوئی اسباب بھی نہیں تھے جن سے قتل عثمان پر دلیل پیش کیا جائے۔

(۸) "اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بن عمرَ قال صلّی بنا النبیّ ﷺ العشاءَ فی آخرِ حیاتِهِ فلمّا سلّم قامَ فقالَ ارأیتکُمْ، لیلتَکُمْ هذهِ فانَّ رأسَ مِائةِ سنةٍ لایبقی ممّن هو علی ظهرِ الارضِ احدٌ "

(بخاری کتاب فضائل الصحابه، باب السمر فی العلم حدیث، ۱۱٦، مسلم کتاب فضائل الصحابه باب لاتاتی مأة سنة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم ،حدیث ۲۵۳۷ ابودؤد کتاب الملاحم باب قیام الساعة حدیث ۲۲۵۸)

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم نے اس روات کو دیکھا؟ آج سے سو برس کے اخیر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے زندہ نہ رہے گا۔

فائدہ: سب سے اخیر صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ نے ۱۱۰ھ میں وصال فرمایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ کون کب مرے گا۔

(۹)" عن جابرٍ انَّ رسولَ اللهِ ﷺ قدِمَ من سفرٍ فلمّا کانَ قُرْبَ المدینةِ هاجتْ ریحُ شدیدةُ تکادُ أنْ تَدْفِنَ الراکِبَ فزَعَمَ انَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال بُعِثَتْ هذه الریحُ لِموتِ منافِقٍ فلمَّا قَدِمَ المدینةَ، فإذا منافِقٌ عظیمٌ من المنافقین قدماتَ"

(مسلم کتاب صفات المنافقین واحکامهم حدیث ۲۷۸۲. دار الفکر)

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے جب آپ مدینہ سے قریب ہوئے تو ایک آندھی چلی ایسا لگتا تھا کہ وہ ہوا سواروں کو دفن کردے گی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے روای کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینہ آئے تو واقعی منافقوں کا سردار مر چکا تھا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے آندھی چلنے کا سبب بتادیا کہ مدینہ میں منافق مر گیا ہے۔ یہ سفر غزوہ تبوک سے واپسی کا تھا اور وہ منافق رفاعہ بن درید تھا۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ یہ جانتے ہیں کہ مرنے والا کون ہے؟ مسلمان یا کافر؟ گویا کہ آپ ﷺ مرنے والے کے انجام سے بھی باخبر ہیں۔

اب فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''درمختار'' کی عبارت سے گفتگو ختم کی جاتی ہے "علامہ علاء الدین حصکفی متوفی '۱۰۸۸ھ' فرماتے ہیں ''فرض سنة تسع وانما أخره عليه الصلاة السلام لعشر لعذر مع علمه ببقاء حياته ليكمل التبليغ''

(درمختار کتاب، الحج، ج ۲، ص ۵۰۱، دارالفکر بیروت)

حج ۹ھ میں فرض ہوا اور رسول اکرم ﷺ نے اسکو کسی عذر کی وجہ سے ۱۰ھ تک مؤخر کیا باوجود کہ آپ کو اپنی زندگی پاک کے باقی رہنے کا علم بھی تھا تاکہ تبلیغ پوری ہو جائے۔ اسکے تحت ''ردالمحتار'' میں علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں۔ ''لانه كان يعلم بقاء حياته الى ان يعلم الناس مناسكهم تكميلا لتبليغ''۔ یعنی حضور ﷺ کو اپنی حیات مقدسہ کے باقی رہنے کا مکمل علم تھا۔

تمت بالخیر:

محمد محبوب رضا مصباحی

نوری دارالافتاء

کوٹر گیٹ مسجد (بھیونڈی)

۲۷ رجب المرجب (شب معراج) ۱۴۳۲ھ

رضا اکیڈمی بھیونڈی کی چند مطبوعات